اسلام اور کربلا

ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء آیۃ اللہ سید کلب حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ

''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد''

اس میں شک نہیں کہ مسٹر محمد علی جوہرؔ ہندوستان کی سرزمین پر موجودہ سیاست کا ایک روشن ستارہ بن کے ظاہری اسلام کے افق میں طالع ہوئے اور انتہائی نام ونمود کے بعد اسلامیات کو بہت کچھ دنیوی فائدہ پہنچا کے ناوقت غروب کر گئے۔ دنیوی حیثیت سے موصوف نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے جو سیاست حاضرہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ مگر یہ لازم تو نہیں ہے کہ جو دنیوی معاملات میں بلند نگاہ ہو وہ مذہبیات کا بھی ویسا ہی عالم ہو۔ اسی بناء پر میں پوری قوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر محمد علی نے اس مصرع میں بڑی سے بڑی غلطی کی ہے۔ بلکہ کربلا کے عدیم النظیر واقعات بلکہ حقیقت اسلام ہی سے عدم واقفیت کاملہ کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ عمداً ہو یا غیر شعوری صورت سے شہادت حسینی کی توہین کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بمصداق آیہ کریمہ قرآن اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ خدا کے نزدیک تو بس ایک ہی دین ہے یعنی اسلام۔ تعلیمات اسلامی کے مطابق اول نقش انسانیت اور سریر آرائے مسند خلافت ونبوت جناب آدمؑ تھے اور پہلے پہل آنحضرت ہی نے اس زمین پر اسلام کی تخم پاشی کی اور آپ کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؐ مرسلؐ اور اوصیاء پیغمبرؐ نے آبیاری کر کے شجر اسلام کو پھیلایا بڑھایا اور بابرگ وبارثمر کیا۔

یقیناً اسی دین کے آخری نبی ورسول سید الانبیاء خاتم النبیینؐ افضل مخلوقات عالم جناب محمد مصطفیٰ تھے۔ جن کے پہلے وصی وخلیفہ حضرت علیؑ دوسرے امام حسنؑ تیسرے وہ حسینؑ ابن علیؑ تھے جن کی طرف کربلا منسوب ہے اور اس کے بعد امام حسینؑ کی اولاد سے نو معصومؑ اور امام ہوئے ان سب نے اسلام ہی کو پھیلایا، بڑھایا اور اسلام کے تعلیمات پر دنیا کے انسانوں کو چلایا۔ میرا عقیدہ ہے کہ سب کے سب مبلغ اسلام تھے۔ محافظ اسلام تھے۔ جو انداز جس نبی یا وصی نبی کے زمانہ کے موافق تھا۔ مناسب تھا اس انداز سے تبلیغ وحفاظت اسلام میں کوئی کمی نہیں کی اور دور معصومینؑ اور آخری معصومؑ کی غیبت کے بعد بہت سے علماء بھی ایسے گذرے جو حدیث رسول اکرمؐ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کا صحیح مصداق ہوتے ہوئے اسلام کی حفاظت اور اس کے مٹتے ہوئے نقش ونگار روشن کر گئے، اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی اور ایسے علماء پیدا ہوں، لیکن مسٹر محمد علی کا یہ کہنا کہ ''اسلام زندہ ہوتا ہے۔ ہر کربلا کے بعد'' بالکل غلط اور یا تو جان بوجھ کر واقعات کربلا سے چشم پوشی ہے اور یا عدم واقفیت کا ثبوت ہے۔ دنیا یاد رکھے کہ جس طرح اس کشادہ آسمان کے نیچے اور تمام خاکدان عالم کے اوپر اور بلکہ تمام عالم عنصری بلکہ دنیائے ہست وبود میں جس طرح کوئی زمین فرات کے کنارے خلق کی جانے والی زمین نینوا کے علاوہ کربلا نہ بنی اور

نہ ہے۔ نہ قیامت تک ہوگی، اسی طرح شہید نینواؑ سے پہلے یا بعد اس وقت تک نہ حشر ونشر تک کوئی حسینؑ پیدا ہوا تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ اسی طرح واقعات شہادت امام حسینؑ جس نوعیت اور انداز سے رونما ہوئے وہ نہ ابتداء خلقت آدم سے اس وقت تک اور اب سے قیامت تک رونما ہوئے ہیں، نہ ہوسکتے ہیں، نہ ہوں گے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اوران کے وصی اسی دنیا میں آئے بعضوں نے مصیبت سے اور اکثر وبیشتر نے انتہائی تکالیف ومصائب اٹھا کر انتقال کیا یا شہادت پائی۔ آج ان میں سے اکثر حضرات کے واقعات اور سوانح حیات ہمارے پیش نظر ہیں۔ مگر جب ہم ان حالات کو اپنے سید وآقا امام حسینؑ کے واقعات حیات وسوانح شہادت کے مقابلہ میں لاتے ہیں تو آفتاب کے مقابل میں ایک معمولی چراغ سے زیادہ ثابت نہیں ہوتے۔ حق پوش، حقیقت ناشناس دنیا سمجھ لے اور خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ جب کسی نبی، رسول، امام، کی شہادت اپنے نقش ونگار اور بے نظیر انداز صداقت میں ڈوبے ہوئے واقعات کربلا کے سامنے آنے سے منھ چھپاتی ہے تو کوئی غیر معصوم کیا حقیقت رکھتا ہے کہ وہ کربلا کے مثل نقش ونگار شہادت پیش کرنے کی ہمت کرے یا نام بھی لے سکے۔ جناب آدمؑ کی اولاد میں ہابیل شہید جناب زکریاؑ، جناب جرجیسؑ اور آخر میں جناب یحییٰؑ اور پھر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق جناب عیسیٰؑ وغیرہ وغیرہ شہید ہوئے مگر کربلا کے شہید اعظمؑ کے مقابلے میں ان حضرات کی شہادت کا پلہ سبک ہوکر اتنا ہی بلند ہوجاتا ہے۔ جتنا حضرت عیسیٰؑ کا محل قیام بلکہ میرا تو عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ معصومینؑ میں سے ہر معصوم یا زہر سے شہید ہوا یا تلوار سے اور خدا کی قسم میں ان میں سے ہر ایک کی شہادت کو تمام انبیاء سے بلند جانتا ہوں اور میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علیؑ اور ان کی تمام اولاد معصومؑ میں سے قدرت جس ایک سے بھی واقعات کربلا کی خدمت لینا چاہتی وہ بعینہٖ اسی طرح راہ شہادت سے صبر واستقلال کے ساتھ گذر جاتا، جس طرح ہمارے سید وآقا حسینؑ ابن علیؑ گذرے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ حالات زمانہ اور مصالح خداوندی نے جس طرح ہمارے رسولؐ کو ختم نبوت کے واسطے اور علیؑ کو خلافت بلافصل کے واسطے مخصوص کردیا اسی طرح مناسب حالات اور زمانہ اور انتخاب نگاہ قدرت نے حسینؑ ابن علیؑ کو کربلا کے ذبح عظیم کے واسطے چن لیا اور مخصوص کردیا، ۶۱ھ کے بعد سے اس وقت تک یزید پیدا ہوا نہ ویسے حالات رونما ہوئے، نہ اس طرح اسلام مٹانے کی کوشش کی گئی، نہ مصالح قدرت ویسے انداز شہادت کے مقتضی ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اس لئے نہ کوئی حسینؑ کا مثل ہوسکے گا اور نہ کربلا دوسری پیدا ہوگی۔

مسٹر محمد علی بڑے باخبر، باہوش اور بافہم انسان سیاست کے بڑے ماہر تسلیم کرلئے گئے، مگر یقینا موصوف اور ان کے امثال بلکہ میں تو اس حد تک بڑھ جانے کی جسارت کروں گا کہ شیعوں کے علاوہ شاید ہزار دو ہزار مسلمانوں میں ایک دو کے علاوہ کسی مسلمان نے بھی مفصل طور سے اور غائر نظر سے واقعات شہادت حسینؑ پر نظر نہیں ڈالی، اس وجہ سے وہ سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اس عظیم الشان قربانی کی اہمیت، بلندی اور ثمرات واثرات وفوائد کیا تھے اس تنگ نگاہی کا نتیجہ ہے کہ وہ سینکڑوں حسینؑ اور ہزاروں کربلائیں بنادینے پر تیار ہیں، بلکہ غلام احمد قادیانی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ صد حسین است در گریبانم۔ خدا کی پناہ صد حسینؑ کیسے ایک ادنیٰ غلام غلامان حسینؑ کے گریباں میں سما سکتے ہیں کسی کا دل دود ماغ بھی ان کے اس قول سے اتفاق کرسکتا ہے؟ دنیا انصاف کرے کہ سمجھے بوجھے قدم

شہادت کی طرف بڑھانا کیا اس کے مثل ہوسکتا ہے جو بغیر ارادہ شہادت پائے یا بغیر اس علم کے کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ شہید ہوجائے، بچاؤ کی راہیں موجود ہونے کے بعد شہادت قبول کرلینا اس کے برابر کیونکر ہوسکتا جواب کسی صورت سے بچ ہی نہ سکتا ہو اور قتل ہوجانے پر مجبور کردیا جائے، جو صرف ایک چو حرفی لفظ لینے (بیعت) کے واسطے ہاتھ بڑھا کر قتل و غارت سے بچنا ہی نہیں بلکہ العیاذ باللہ یزید کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر کرسکتا ہو۔ ہرگز کسی ایسے شہید کے مثل نہیں قرار دیا جاسکتا جس کے لئے چارہ و تدبیر کی حق یا باطل کی راہ کشادہ نہ ہو صرف قتل ہی قتل اس کے سامنے ہو۔ سیر و سیراب ہوکر قتل ہونے والا ان سے بدرجہا پست تر ہے جو تین دن کی بھوک اور پیاس میں قتل کیا گیا ہو۔ تن تنہا مصائب برداشت کرنے والا اس کے مقابلہ میں کہاں آسکتا ہے۔ جن سے پہلے اپنے دوست پھر قرابت دار پھر بہن بھائی کی اولاد پھر اپنے بھائی اور فوراً بعد اپنے نوجوان فرزند اور آخر میں اپنے چھ مہینے کے بچہ کو دین و مذہب کی حفاظت پر قربان کردینے کے بعد ایسے ظلم و ستم اور تیر، نیزہ، تلوار، گرز، پتھر اور آگ سے زخمی ہوکر شہادت کی منزل حاصل کی ہو۔

وہ جسے اپنے مال کے لٹ جانے اور اہل وعیال کے اسیر ہونے، قید ہونے کا کوئی ڈر نہ ہو ہرگز اس کے برابر نہیں ہوسکتا جو یقین رکھتا ہو کہ میرے بعد میرا تمام مال واسباب لٹ جائے گا۔ میرے اہل حرم بے پردہ کئے جائیں گے۔ اسیر ہوں گے، قید ہوکر دربدر پھرائے جائیں گے۔ انسان اپنی ذات کے واسطے ہر چیز برداشت کرلیتا ہے، اور برداشت کرسکتا ہے۔ لیکن جہاں سے اولاد کا سوال آجائے وہاں ثبات قدم رکھنا لاکھ دو لاکھ سے شاید ایک ہی نکل سکے۔ اور اگر اس کے ساتھ اہل وعیال کی عزت وعفت اہل حرم کی اسیری اور قید و بند کا سوال پیدا ہو تو کوئی غیرت دار بغیر مجبوری کے شاید اسے برداشت نہیں کرسکتا۔

آج تو غیر نہیں خود مسلمان ہی بے پردگی کے شیدا ہیں اور ان کی بیویاں، بہویں، بیٹیاں، منہ کھولے بازاروں میں گھوم رہی ہیں اور کسی باحیا کے کان پر جوں نہیں رینگتی مگر باحیا مسلمان بلکہ مومن۔ بلکہ امام و معصومؑ جس کے اہل وعیال کے کھلے سر چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہوں اس کے اہل وعیال کا بے پردہ ہونا وہ سخت مصیبت ہے جو تحمل سے باہر ہے۔ پھر ان تمام چیزوں کے بعد غرض کی پستی و بلندی، خود غرضی اور خلوص نیت کا فرق بھی ہر شہید کو برابر نہیں قرار دے سکتا، جو دنیا کے واسطے قتل ہوجائے اس کی شہادت کوئی شہادت نہیں، اور جس میں خود غرضی، نفس پرستی کی جھلک ہے، وہ اس کے مثل ہرگز نہیں ہوسکتا جو محض خدا کی اطاعت اور دین و مذہب کے واسطے ہر مصیبت اور ہر سختی برداشت کرکے شہادت کی منزل سے صبر و استقلال کے ساتھ گذر جائے۔ تاریخ مکمل تلاش اور جستجو کے بعد آج تک ایک بھی ایسا شہید پیش نہ کرسکی۔ جس میں بیک وقت وہ تمام شروط و قیود موجود ہوں جو اوپر ذکر کئے گئے۔

اور جو سب کے سب بلکہ ایسے بھی بہت زائد بہ درجہ اتم و اکمل سید الشہداء امام مظلوم و معصوم رسول عربی کے نواسہ حسینؑ ابن علیؑ بھی موجود تھے۔ اور نہ آئندہ قیامت تک جمع ہوسکتے ہیں اس لئے یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد ؎

بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ

ابتداء خلقت عالم سے تا روز قیام،
کربلا بس ایک تھی اور ایک ہی رہ جائے گی
جب کوئی مرسل نہ ہوگا نے علی و فاطمہؑ
مثل شاہ کربلا دنیا کہاں سے لائے گی

